لوگوں کی سازشوں اور ان کے مکروحیلہ سے بچانا میرا کام ہے۔ آپ کی ذمہ داری بھی میں نے لگائی ہے۔ اور تمام مصیبتوں اور مشکلات سے نجات دینا بھی میرا کام ہے۔

اگر مرزا غلام قادیانی برطانیہ کا نبی نہیں تھا تو اس کا پوتا وہاں کیوں گیا بیٹھا ہے؟ مکہ کیوں نہیں گیا؟ مدینہ کیوں نہیں گیا۔ یہ مدینہ جا کے رہے تو میں بھی چندہ کروا دیتا ہوں یہیں سے مرزا طاہر اگر سچا ہے، سچے دادے کا پوتا ہے تو مدینہ جا کے رہے۔

یہ اگر سچا ہوتا تو مدینے جاتا۔ مکے جاتا۔ کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر روتا۔ بھیک مانگتا..... اور یہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ تو جھوٹا، کذاب ہے۔ تو برطانیہ کا بھیجا ہوا، اسی کے مفادات کا امین ہے۔

اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو ماننے والا تمام طاقتوں سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تک رسائی کا ذریعہ صرف ایک ہے۔ اور وہ ہیں محمد علیہ الصلوۃ والسلام

اگر اللہ کو سرور عالم ﷺ کی ذات گرامی کے علاوہ کسی اور کا طریقہ، مقبول و محبوب ہوتا تو محمد ﷺ کو تاج ختم

مرزائی پاکستان میں عیسائی اقلیت کو آلہ کار بنا کر مسلمانوں سے لڑانا چاہتے ہیں

نبوت نہ پہناتا۔ یہ دلیل ہے ختم نبوت کی۔ بتاؤ! اگر کوئی شخص وضو نبی ﷺ کے طریقے پر نہیں کرتا تو اس کا وضو ہوا؟ نماز رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر نہیں پڑھتا تو نماز ہوئی؟

اور جو نبی ﷺ کے سارے دین کو تبدیل کر دے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ نبی فرمائیں

"الجهاد ماض الىٰ يوم القيامه۔"

جہاد کی فضیلت اللہ نے قرآن میں اس عمل کو عظمت والا کہا ہے۔ اور یہ توفیق اللہ جس کو چاہے دے۔

يجاهدون فى سبيل الله ولا يخافون لومة لائم ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے یہ فضل ہے اللہ کا دے گا جسکو چاہے (المائدہ آیت: ۵۴)

تم کہتے ہو جہاد حرام ہے۔ برطانیہ، امت مسلمہ کا قاتل امت کی بہو بیٹیوں کی عزت آبرو کو پامال کرنے والا، مسلمانوں کی وحدت کو ختم کرنے والا، ان میں تفرقہ بازی کرنے والا، تمہارے نبی کو جنم دینے والا اس کی اطاعت واجب ہے.....؟

اے قادیانی نوجوانو! خدا کے لئے سوچو! رات کو تنہائی میں دو نفل پڑھو، سچے دل سے دعا مانگو کہ اللہ ہم پر حق واضح فرما اللہ تم پر حق کو واضح کریں گے۔ (بقیہ ص ۳۲ پر)

ماضی کے جھروکے سے
شیخ عبدالمجید احرار امرتسری، گوجرانوالہ

حضرت امیر شریعت کی احرار رضاکاروں سے محبت

ایثار و وفا سے بھرپور ایک تاریخی واقعہ

قیام پاکستان کے بعد لائل پور (اب فیصل آباد) میں ایک دینی مدرسہ ''اشرف المدارس'' کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ جو دینی حلقوں میں خاصا نامور مدرسہ تھا۔ (یہ مدرسہ اب بھی موجود ہے اور معلوم نہیں کس حال میں ہے؟)

مدرسہ ھٰذا کے سالانہ اجلاس بڑے ٹھاٹھ سے ہوتے۔ ملک کے نامور علماءِ کرام تشریف لاتے جن میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی۔ مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا احتشام الحق تھانوی وغیرھم تین دن تک لائلپور میں علم وعرفان کے موتی لٹاتے۔

سن یاد نہیں ایک دفعہ حسب معمول اشرف المدارس کا سالانہ جلسہ تھا جس میں دیگر علماء کرام کے علاوہ آخری روز حضرت امیر شریعت کا بیان ہونا تھا۔ (احرار کارکن حضرت امیر شریعت کو شاہ جی کہہ کر پکارتے)

شاہ جی ایک روز پیشتر تشریف لے آئے۔ گو مجلس احرار کا اس جلسہ سے کوئی رسمی تعلق بھی نہ تھا۔ تاہم کارکن شاہ جی کو ملنے کے لئے محلہ گورونانک پورہ جہاں مدرسہ ھذا کی طرف سے شاہ جی کے آرام وقیام کا انتظام تھا پہنچ رہے تھے! دوسرے روز بہت سے رضاکار جلسہ گاہ میں پہنچ گئے اور سالار شہر امان اللہ (مرحوم) کے زیر ہدایت جلسہ کے انتظام والصرام میں مصروف ہوگئے۔ یہ صرف شاہ جی کے ساتھ عقیدت ومحبت کی وجہ سے تھا! ورنہ جلسہ کی انتظامیہ یا مدرسہ ھٰذا کی طرف سے کوئی ذمہ داری ان پر نہ تھی۔ بہرحال جلسہ گاہ سے اینٹ پتھر ہٹانے اور دریاں بچھانے میں مصروف تھے۔ کہ اشرف المدارس کی انتظامیہ کے ایک معزز رکن تشریف لے آئے اور آتے ہی سالار امان اللہ مرحوم کے ساتھ تحقیر آمیز لہجہ میں گفتگو شروع کردی!

''اک تے ایہہ احراری شاہ جی نوں ویکھدیاں ای پتہ نئیں کتھوں ٹپک پیندے نیں۔ نہ کسے نے سدیا نہ پچھیا''

وغیرہ وغیرہ!

ایک تو احرار والے شاہ جی کو دیکھتے ہی پتہ نہیں کہاں سے ٹپک پڑتے ہیں نہ ہم نے بلایا نہ پوچھا۔

ایسی ہی اور دو چار سخت سست باتیں کہیں سالار صاحب نے وسل دیا اور تمام رضاکار اکٹھے ہوگئے۔ سالار صاحب نے حکم دیا تمام رضاکار جلسہ گاہ سے نکل جائیں۔

تمام رضاکار فوراً جلسہ گاہ سے نکل کر اپنے اپنے کام پر روانہ ہوگئے۔

یہ تمام ماجرا پروفیسر (اس وقت طالب علم) عبدالرحمن شاکر دیکھ رہے تھے وہ بھی رضاکاروں کا ہاتھ بٹانے کو کھڑے ہوگئے تھے۔ شاکر صاحب کا خاندان جالندھر سے ہجرت کر کے لائل پور رہائش پذیر ہوا۔ پورا خاندان احرار اسلام کا گرویدہ ہے! شاہ جی کا جب بھی لائل پور (فیصل آباد) آنا ہوا عبدالرحمن شاکر اکثر خدمت میں حاضر رہتا اور شاہ جی بھی بہت شفقت فرماتے!

سالار امان اللہ اور رضاکار جا چکے تو عبدالرحمن شاکر سیدھا شاہ جی کے پاس پہنچ گیا اور جاتے ہی تمام واقعہ من و عن کہہ سنایا۔ سنتے ہی شاہ جی کے ماتھے پر شکن آگئی اور پوچھا عبدالرحمن یہ جو تو نے واقعہ سنایا ہے یہ ایسے ہی ہوا ہے۔

اس نے کہا شاہ جی میں وہیں موجود تھا میرے سامنے ایسا ہی ہوا ہے۔

شاہ جی نے فرمایا پھر میرا بستر باندھو اور تانگہ لاؤ دفتر چلتے ہیں۔

چنانچہ شاکر صاحب نے بستر باندھا اور تانگہ لے آئے۔ شاہ جی سوار ہوئے اور دفتر مجلس احرار اسلام میں جا کر مقیم ہوگئے آناً فاناً یہ خبر مدرسہ اشرف المدارس پہنچ گئی کہ شاہ جی ناراض ہو کر چلے گئے ہیں اب تو بھگدڑ مچ گئی جلسہ کے انعقاد کا اعلان بذریعہ اشتہار کئی روز پہلے ہو چکا تھا مقامی پریس میں بھی خبر آچکی تھی۔ منادی بھی دو روز سے ہو رہی تھی کہ حضرت امیر شریعت بعد نماز عشاء خطاب فرمائیں گے۔

عصر کے بعد یہ واقعہ ہوا مدرسہ ھٰذا کی انتظامیہ کرتا دھرتا لوگ دفتر مجلس احرار اسلام پہنچ گئے۔ اور شاہ جی کی منت سماجت کرنے لگے کہ شاہ جی ایک آدمی کی غلطی کی سزا سب کو نہ دیں! اور معاف فرمادیں۔

شاہ جی نے فرمایا بھائی میں مجلس احرار اسلام کا ایک ادنیٰ رضاکار ہوں اس سے زیادہ جماعت میں اپنی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا اور جہاں جاتا ہوں مقامی جماعت کے ماتحت ہوتا ہوں۔ اور اپنے سالار کا حکم بردار، تم نے میرے آفیسر کی، بے عزتی کی میں کیسے برداشت کرسکتا ہوں۔ امان اللہ سالار نے حکم دیا کہ تمام رضاکار جلسہ گاہ سے نکل جائیں تو میں بھی اپنے آپ کو اس حکم کا پابند سمجھتا ہوں۔ لھٰذا اب سالار صاحب ہی حکم دیں گے تو تقریر ہوگی ورنہ نہیں!"

یہ سنتے ہی مدرسہ کی انتظامیہ والے شہر میں سالار امان اللہ کو تلاش کرنے لگے جہاں جہاں ان کے ملنے کے امکانات تھے ڈھونڈا گیا لیکن وہ نہ ملے!

جیسے جیسے وقت گزرتا رہا پریشانی بڑھتی گئی آخر کار کسی نے کہا کہ سالار صاحب کے بہنوئی حافظ عبدالخالق صاحب (جو کہ جامع مسجد کچہری بازار کے امام بھی تھے اور کچہری بازار میں ہی جنرل سٹور کھول رکھا تھا) سے دریافت کرتے ہیں شاید انکے ہاں چلے گئے ہوں۔

چنانچہ سب مل کر انکے پاس گئے اور امان اللہ صاحب کا دریافت کیا۔ تو حافظ صاحب نے کہا کہ امان اللہ صاحب کبھی کبھار آتے ہیں دو چار منٹ رُکتے ہیں خیریت دریافت کی اور چلے گئے آج بھی عصر کے وقت آئے تو تھے شاید ابھی گھر میں ہوں یا چلے گئے ہوں پتہ کرلیتے ہیں! ویسے خیریت تو ہے آپ لوگ باجماعت

امان اللہ کی تلاش میں ہو؟

انہوں نے واقعہ کہہ سنایا اور خوشامدانہ لہجے میں التجا کی کہ آپ امان اللہ سے ہماری سفارش کر دیں۔ اور وہ شاہ جی سے ہمیں معافی دلا دیں یہ آپکا بہت بڑا احسان ہو گا۔ اگر شاہ جی نے تقریر نہ کی تو شہر میں ہم نکو بن جائیں گے اور مسلک دیوبند سے تعلق رکھنے والوں کی سبکی الگ ہو گی۔

خدارا کچھ کریں۔ حافظ صاحب سن کر بہت ہنسے اور کہنے لگے آپکو پتہ نہیں یہ احراری بڑے غیرت مند لوگ ہیں۔ یہ عزت نفس کے معاملہ میں یا اصول کی خاطر نفع نقصان کی پرواہ نہیں کرتے۔ چھوٹے سے چھوٹا کارکن بھی بڑے سے بڑے آدمی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ بہر حال چلیں گھر میں پتہ کرتے ہیں۔ گھر گئے تو امان اللہ صاحب تشریف رکھتے تھے بیٹھک میں بیٹھ کر بات ہوئی تو امان اللہ صاحب نے پٹھے پر ہاتھ ہی نہ رکھنے دیا اور کہا کہ میاں ہم تو ٹکے ٹکے کے رضاکار ہیں اور آپ سرمایہ دار اور عزت دار لوگ ہیں غریب خانے پر کیسے چلے آئے! انہوں نے ہاتھ باندھ کر کہا امان اللہ صاحب ہماری غلطی معاف کر دیں اور ہمارے ساتھ چلیں۔ شاہ جی دفتر احرار میں آگئے ہیں اور تقریر کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے اب آپ ہی شاہ جی کو تقریر پر راضی کر سکتے ہیں۔ جب تک آپ نہ کہیں گے شاہ جی تقریر نہیں کریں گے اور جلسہ نہیں ہو گا اس سے مکتب دیوبند کا مسلک رکھنے والوں کی سبکی ہو گی اور مخلوق خدا فیض بخاری سے بھی محروم رہے گی۔ خدا کے لئے اب مان جائیں حافظ عبدالخالق صاحب نے بھی زور دیا اور کہا کہ اب بہت ہو گئی ہے۔ ان کو اچھا سبق مل گیا ہے آئندہ محتاط رہیں گے! احرار اتنے تھپیڑے کھانے کے باوجود منظم اور جماعتی طور پر زندہ کیوں ہیں؟

شاہ جی جن کی ایک جھلک دیکھنے یا مصافحہ کرنے کے لئے لوگ سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ وہ ایک معمولی رضاکار کی عزت نفس کو مجروح ہوتے برداشت نہیں کرتے۔ یہی وہ یگانگت اور مساوات کی روح ہے جو انہیں ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہے! اور یہی انکی جماعتی زندگی کا سبب ہے! بہر حال امان اللہ صاحب آپ انکے ساتھ شاہ جی کے پاس جائیں اور شاہ جی کو تقریر کے لئے راضی کریں۔ وقت کافی ہو گیا ہے لوگ تو جلسہ گاہ میں آنا شروع ہو گئے ہوں گے چلئے میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔

جب دفتر احرار میں پہنچے تو شاہ جی اپنے پروانوں میں گھرے بیٹھے تھے۔

امان اللہ نے سلام عرض کیا تو شاہ جی نے اٹھ کر معانقہ کیا، پاس بٹھایا اور پوچھا کیا واقعہ ہوا تھا؟

ابھی امان اللہ کچھ کہنے ہی والے تھے کہ مستری عبدالرشید نے اٹھ کر کہا کہ شاہ جی! میرا ہی دماغ خراب ہو گیا تھا میں پھر معذرت خواہ ہوں!

اب اس معاملہ کو یہیں ختم کریں۔

(واضح ہو کہ مستری عبدالرشید ہی وہ رکن انتظامیہ مدرسہ مذکورہ تھے جن سے تلخ کلامی ہوئی)

شاہ جی نے فرمایا!